مولانا محمد جعفر پھلواروی

ایک حدیث

مفلس کون ہے؟

امام مسلمؒ اپنی صحیح میں اور امام ترمذیؒ اپنی سنن میں سیدنا جابرؓ سے ایک ارشاد نبوی ؐ یوں نقل کرتے ہیں:

أتدرون ما المفلس؟ قالوا المفلس فينا من لا درهم له ولا متاع - قال ان المفلس من یاتی یوم القیامة بصلوٰة وصیام وزکوٰة ویاتی قد شتم هذا وقذف هذا واكل مال هذا وسفك دم هذا وضرب هذا فيعطى هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنيت حسناته قبل ان يقضى ما عليه اخذ من خطایاهم فطرحت علیه ثم یطرح فی النار-

(حضورؐ نے ایک موقع پر صحابہ سے پوچھا:) جانتے ہو مفلس کسے کہتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم میں مفلس اسے سمجھا جاتا ہے جس کے پاس نہ روپیہ پیسہ ہو نہ مال و اسباب - فرمایا: (نہیں - بلکہ) مفلس وہ ہے جو بروز حشر اپنی نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان لگایا ہوگا، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا - نتیجہ یہ ہوگا کہ کسی کو اس کی کوئی نیکی دے دی جائے گی اور کسی کو کوئی - (اس طرح ہوتے ہوتے) اس کے ذمے جو حق آتا ہے اگر اس کے چکائے جانے سے پہلے ہی اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان لوگوں کی خطائیں اس کے حصے میں آتی جائیں گی اور پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا -

گزشتہ شمارے میں آپ نے جس حدیث کی تشریح ملاحظہ فرمائی تھی اس میں "مسکنت" کی ایک نئی قدر کی نشان دہی کی گئی تھی اور پیش نظر حدیث میں "مفلسی" کی نئی قدر سے روشناس کرایا گیا ہے - گزشتہ مضمون کا ماحصل بھی یہی تھا کہ امیری اور غریبی کو ناپنے کا پیمانہ مال و دولت نہیں اور پیش نظر ارشاد نبویؐ میں بھی یہی بتایا گیا ہے، امارت و غربت کو پرکھنے کی کسوٹی محض ثروت و مال نہیں کسی اعلیٰ نعمت سے محرومی بھی انسان کو مفلس یا مسکین بنا سکتی ہے اگرچہ مال و زر

پوری فراوانی سے موجود ہو۔

اس حدیث میں ازدواجی زندگی سے محرومی کو مسکینی کی زندگی بتایا گیا ہے کیونکہ ازدواج نصف ایمان ہے، اور نصف ایمان سے محرومی بلاشبہ ایک روحانی، اخلاقی اور اُخروی مسکنت ہے اور اس مسکنت کی موجودگی میں دنیوی جاہ و ثروت اور مادی مال و دولت کی فراوانی بھی کوئی دولت مندی و امیری نہیں۔ اور اس حدیث میں مفلسی کی حقیقت ایک دوسرے ہی انداز سے بتائی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ بہت سی دینی و روحانی قدریں رکھنے کے باوجود بھی انسان مفلس ہوجاتا ہے۔ اگر دوسرے انسانوں کے ساتھ اس کا برتاؤ ظالمانہ ہو۔

ذرا سوچیے کہ ایک شخص نمازی بھی ہے، روزے دار بھی ہے اور زکات بھی ادا کرتا رہا ہے۔ یعنی اپنی جگہ رہ کر وہ تمام فرائض ادا کرتا رہا جن کو عام اصطلاح میں عبادات اور جنھیں ادا کرنے والے کو عابد و زاہد کہا جاتا ہے۔ اس کے باوجود جب وہ بارگاہِ خداوندی میں ــــ بروزِ حشر ــــ حساب کتاب کے لیے حاضر ہوتا ہے تو اس کی ساری عبادت گزاریاں کالعدم ہوجاتی ہیں۔ کیوں؟ صرف اس لیے کہ ان عبادات کا مقصد اس نے پورا نہیں کیا۔ عبادات کا مقصد محض فرضی و خیالی قسم کا تعلق باللہ نہیں۔ تعلق باللہ دنیا کی سب سے زیادہ قیمتی شے ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن یہ پردے میں مستور و مقفّل رہنے والی چیز نہیں جس کا ظہور صرف آخرت میں ہو۔ اگر آپ یہ دیکھنا چاہیں کسی کا خدا کے ساتھ رابطہ کیسا ہے؟ تو اس کی صرف ایک کسوٹی ہے یعنی یہ دیکھیے کہ خدا کے بندوں اور خدا کی مخلوق کے ساتھ اس کا رابطہ کس نوع کا ہے۔ اگر خدا کے بندوں کے ساتھ اس کا رابطہ صحیح ہے تو سمجھ لیجیے کہ خدا کے ساتھ بھی اس کا رابطہ درست ہے اور اگر بندوں کے ساتھ اس کے تعلقات درست نہیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ تعلق باللہ کا گمان بھی محض خوش فہمی ہے اور عبادات کا مقصد نہیں پورا ہوسکا۔

یہ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ خدا کو ہماری عبادتوں کی کوئی ضرورت یا احتیاج نہیں۔ جس طرح ترکِ عبادت سے خدا کا کوئی نقصان نہیں، اسی طرح اختیارِ عبادت سے اس کا کوئی فائدہ بھی نہیں۔ عبادات کا فائدہ گھوم پھر کر خود ہمیں کو اور ہمارے معاشرے کو پہنچتا ہے نہ کہ خدا کو۔ پس تمام عبادات کے نتیجے میں یہ دیکھنا ہوگا کہ اس سے دوسرے انسانوں کو کیا فائدہ پہنچا؟ اگر

خیر الناس انفعھم للناس کا ظہور ہوا ہو، تو بلاشبہ مقصد پورا ہوا اور یہی راہِ جنت ہے، اور اگر اس کے برعکس انسانوں کو اس سے نقصان پہنچا ہو تو عبادتیں رائیگاں جائیں گی، اور وہ شخص خیر الناس کی بجائے شر الناس ہو گا، اور ظاہر ہے کہ شر الناس کی جگہ جنت نہیں، دوزخ ہے۔

ایسے شخص کی نماز، روزہ اور زکات آخرت میں کوئی کام نہ آسکے گی کیونکہ ان سب عبادتوں کا اثر الٹا ہوا۔ فائدے کی بجائے اس نے بنی آدم کو نقصان پہنچایا۔ کسی کو گالی دی اور بدزبانی کی۔ کسی پر جھوٹا الزام لگایا اور بہتان طرازی کی۔ کسی کا مال ہضم کر گیا، خواہ قرض لے کر ہو یا دھوکا دے کر ہو یا حق غصب کر کے ہو کسی طرح بھی ہو۔ کسی کا خون بہایا خواہ زخمی کر کے ہو یا قتل کر کے۔ اور کچھ نہیں تو اسے مارا پیٹا۔ غرض نماز، روزے اور زکات جیسے فرائض ادا کرنے کے باوجود اس نے یہ مردم آزاری بھی کی تو اس کا حساب کتاب کس طرح ہو گا؟

یہی بات اس ارشادِ نبوی میں بتائی گئی ہے۔ یعنی خدا اپنا حق تو معاف کر سکتا ہے۔ بندوں کا حق اس وقت تک نہیں معاف کرتا جب تک وہ بندے خود نہ معاف کر دیں۔ جب ان مظلوم بندوں کی موجودگی میں اس ظالم کا حساب کتاب ہو گا تو اس کی شکل یہ ہو گی کہ اس کی نیکیاں ایک ایک کر کے ان لوگوں میں تقسیم کی جائیں گی جن کے ساتھ اس نے کوئی زیادتی کی تھی۔ ان زیادتیوں کی تلافی کی صورت یہ ہو گی۔ زیادتی کرنے والے کی نیکیوں میں سے ایک حصہ، جو زیادتیوں کے برابر ہو گا، اسے دے دیا جائے گا جس پر اس نے زیادتی کی ہے۔ اس طرح ہوتے ہوتے اس ظالم کی نیکیوں کا خزانہ خالی ہو جائے گا اور وہ مفلس (کھوکھلا) ہو جائے گا۔ لیکن اگر مفلس ہو جانے کے بعد بھی تمام زیادتیوں کی تلافی نہ ہوئی، یعنی ساری نیکیاں چھن جانے کے بعد بھی کچھ قابلِ تلافی زیادتیاں باقی رہ گئیں تو ان کو اس طرح چکایا جائے گا کہ جن پر زیادتی کی گئی تھی ان کی کچھ برائیاں لے کر اس ظالم کے سر ڈال دی جائیں گی، اور جہاں ایک طرف اس کی نیکیاں آہستہ آہستہ ختم ہو جائیں گی، وہاں برائیوں کا بوجھ اس کی گردن پر بڑھتا جائے گا۔ یعنی مظلوموں کو ایک طرف تو مفت کی نیکیاں منتقل ہوتی رہیں گی اور دوسری جانب ان کی برائیوں کا بوجھ ظالم کی طرف منتقل ہونے کی وجہ سے کم ہوتا جائے گا۔

آپ نے دیکھا ؟ جن پر زیادتیاں ہوئیں ان کی نیکیوں میں اضافہ، اور برائیوں میں تخفیف ہو رہی ہے اور زیادتی کرنے والے کی نیکیاں ختم ہوتی جارہی ہیں اور برائیوں کا بوجھ بڑھتا جارہا ہے ۔ یہ زیادتی کرنے والا کون ہے ؟ وہ ہے جو نماز، زکات اور روزے کے فرائض ادا کرتا رہا ۔ نیکی و ثواب سے اپنا خزانہ بھرتا رہا لیکن مردم آزاری نے اس کا سارا خزانہ خالی کرکے اسے مفلس بنادیا اور صرف مفلس ہی نہیں بلکہ ایسا قرض دار بنادیا جو قرضہ نہ ادا ہو سکنے کے سبب جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے ۔ دنیا میں اس کے پاس مال و زر موجود تھا مگر یہ دوسروں کا حق مار کر جمع کیا گیا تھا اور اسی دولت کے برتے پر وہ کسی کو گالی دیتا، کسی پر بہتان لگاتا، کسی کا مال ہضم کرتا، کسی کا خون بہاتا اور کسی کو مارتا پیٹتا رہا، اور یہ سمجھتا رہا کہ اگر خدا کو نماز روزے سے خوش کرلیا تو یہ ساری زیادتیاں نظر انداز ہو جائیں گی ۔ یہ تو بہت معمولی باتیں ہیں ۔ یہ دنیا میں ہماری دولت مندی کی وجہ سے، قابلِ گرفت نہ سمجھی گئیں تو آخرت میں بھی انھیں نظر انداز کردیا جائے گا ۔

یہ دنیا میں دولت مند سمجھا جاتا تھا اور یہ اپنے خیال میں آخرت کے لیے بھی نماز روزے کا خزانہ جمع کر رہا تھا ۔ لیکن آپ نے دیکھ لیا کہ یہ کس درجے مفلس ثابت ہوا ؛ دنیا کا خزانہ تو وہیں چھوٹ گیا اور آخرت کا خزانہ بھی خالی ہوگیا ۔ کیوں ؟ اس لیے کہ اس نے نماز، روزے کے ذریعے تعلق باللہ پیدا کرنے کی کوشش تو کی لیکن تعلق باللہ کو تعلق بالناس سے الگ کرلیا ۔ یا یوں کہیے کہ عبادات کو معاملات سے بے تعلق سمجھ لیا ۔ یہ اپنے خیال میں کچھ فرائض خداوندی ادا کرکے نفیس شربت کے گھڑے تیار کرتا رہا ۔ لیکن یہ نہ سمجھ سکا کہ بندگانِ خدا پر زیادتی کرکے اسی شربت میں متعفن اور ناپاک آمیزہ بھی ڈال رہا ہے ۔ عبادات کا تو مقصد ہی ہے انسانی شرافت اور اخلاقی اقدار پیدا کرنا اور بندوں کے لیے رحمت ثابت ہونا، اور دوسروں کو ظلم سے بچانا نہ کہ خود ظلم کرنا ۔

اس ارشادِ نبوی ؐ میں صرف پانچ قسم کی زیادتیوں کا ذکر ہے ۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ زیادتیاں بس یہی پانچ ہیں جن سے حسنات کا مبادلہ ہوگا یا مظلوم کے سیئات بھی اس کے سر ڈال دیے جائیں گے ۔ یہ پانچ تو زیادتی و ظلم کی نوعیت کی نشان دہی کرتی ہیں ۔ یعنی :

گالی : دل آزاری کا نشان ہے۔

بہتان : آبرو پر حملہ کرنے کا ہم معنی ہے۔

اکلِ مال : مالی نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔

خون ریزی : جانی نقصان کی نشان دہی کرتی ہے۔

مار پیٹ : جسمانی نقصان و اذیت کی ایک نوع ہے۔

دنیا میں جتنی حق تلفیاں، زیادتیاں اور مردم آزاریاں ہو سکتی ہیں وہ انہی پانچ قسموں میں سے کسی نہ کسی قسم میں داخل ہیں۔ انسان کو جو چیزیں سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہیں وہ جسم و جان، مال، آبرو اور دماغی سکون ہیں۔ ہر انسان ان پانچوں نعمتوں کا تحفظ چاہتا ہے اور ان کا کوئی سا نقصان یا چوٹ اسے پسند نہیں۔ پس ان میں کوئی ایک زیادتی کرنے والے کو یہ سوچ لینا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے عوض مظلوم کے کھاتے میں اس کے وہ عبادات و حسنات چلے جائیں جن کو وہ ذخیرۂ آخرت سمجھ کر اپنے کھاتے میں جمع کرتا رہا اور نیز مظلوم کے سیئات ظالم کے کھاتے میں درج ہو جائیں۔

معارفِ حدیث

یعنی

حاکم نیشاپوری کی "معرفۃ علوم الحدیث" کا اردو ترجمہ

از مولانا محمد جعفر پھلواروی

حاکم نیشاپوری کی مشہور تالیف "معرفۃ علوم الحدیث" علم حدیث کی ایک فنی کتاب ہے، اس میں مشمولہ اہم مضامین کو جانے بغیر کوئی شخص محدث نہیں بن سکتا۔ یہ کتاب اسی کتاب کا اردو ترجمہ ہے مترجم نے جا بجا مفید حواشی بھی دیے ہیں۔ فنِ حدیث سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے اس کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔

صفحات ۳۸۸ قیمت : ۱۱ روپے

ملنے کا پتہ : ادارۂ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور